

میں کاش سنگ ہی ہوتا کہ زندہ رہ جاتا

(دیار حرم میں حاضری کے موقع پر)

طواف کرتا ہوا ، استلام کرتا ہوا میں شہر وجد میں ہوں صبح و شام کرتا ہوا
 کوئی تو ہے جو مجھے کھینچ کھینچ لاتا ہے ضرورتوں کا مری انتظام کرتا ہوا
 کھڑا ہوں اپنے ہی سائنس کی جانماز پر میں نمازِ شکر میں دل کو امام کرتا ہوا
 ترے حضور مجھے لے کے آن پہنچا ہے یہ سجدہ مجھے میں مسلسل قیام کرتا ہوا
 نکل پڑا ہوں کسی عشق کے تعاقب میں ہر ایک یاد کو خود پر حرام کرتا ہوا
 فغال کہ مجھ میں جو اک خواہشوں کا شکر ہے گزر رہا ہے مرا قتلِ عام کرتا ہوا
 دعا کو ہاتھ اٹھائے جو میں نے مرقد پر نٹھر گیا کوئی مجھ میں خرام کرتا ہوا
 سمو رہا ہوں نظر میں مقامِ ابراہیم میں دل میں ایک تمنائے خام کرتا ہوا
 میں کاش سنگ ہی ہوتا کہ زندہ رہ جاتا نقوشِ پائے پیغمبرِ دوام کرتا ہوا
 دعا درود کے ہمراہ لب تک آتی رہے ہوں ملتزم پہ یہی اتزام کرتا ہوا
 حرم میں اڑتی ابائیل کی طرح نہوں سواد
 سکوتِ نیم شی سے کلام کرتا ہوا